کرویا جاسکتا اس خلیفہ کے عدل کا اندازہ اس حکایت سے ہو سکتا ہے کہ خزانہ کی ترازو کے ایک پلڑے میں ایک قیراط کی زیادتی تھی خزانہ کے اہلکار چیز لیتے وقت ہلکے پلڑے کی طرف تول لیتے تھے اور دیتے وقت بھاری پلڑے کی طرف تول کر دیتے تھے جس وقت یہ اطلاع ظاہر بامر اللہ کو ملی تو اس نے وزیر کو ایک تہدید آمیز خط جس کے اول میں چند آیات قرآنی جو کم تولنے والوں کے متعلق آئی ہیں (ویل للمطففین) لکھدی اور حکم دیا کہ ہم کو ایسی ایسی اطلاعات ملی ہیں اگر یہ سچ ہیں تو عامل خزانہ کو چاہیئے کہ جلد لوگوں کو بلا کر اب وزن کرکے پورا کر دیا جائے وزیر نے جواب میں لکھا کہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ خرابی مدت سے چلی آتی ہے جس کا حساب ہم نے لگا کر دیکھا ہے تو پینتیس ہزار دینار ہمیں لوگوں کو دینے پڑیں گے (وزیر کا مقصود یہ تھا کہ خلیفہ رقم کثیر سنکر باز آجاویں گے) لیکن خلیفہ نے وزیر کو جواب میں لکھا کہ اگر پینتیس کروڑ دینا بھی دینے پڑیں تو کچھ حرج نہیں اسی طرح ایکمرتبہ واسطے سے ایک دفتر کا افسر آیا جس کے پاس ایک لاکھ دینار موجود تھے جن کو اس نے ظلم سے پیدا کئے تھے۔ دار الخلافت سے حکم ہوا کہ یہ تمام مال مستحقین کو واپس کر دیا جائے۔ الغرض خلفائے عباسیہ میں بیشتر خلیفہ ایسے گذرے ہیں کہ جنھوں نے اپنے ایام سلطنت میں عدل وانصاف کی ایسی بارش برسائی ہے کہ آج تک تاریخ کے صفحات شاداب ہیں میں نے چند خلفا کی عدل گستری چند واقعات کے ضمن میں پیش کی ہے جس سے قارئین کرام پر واضح ہوجائیگا کہ خداوند تعالیٰ نے خلفائے عباسیہ میں عدل وانصاف کا مادہ کسقدر رکھا تھا۔ فقط۔

فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(از مولوی محمد محبوب الرحمٰن ڈھاکوی متعلم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لوگوں کے خیالات تین قسموں پر منقسم ہیں ایک فریق کا خیال ہے کہ (نعوذ باللہ) آنحضور صلعم کا رتبہ ایک معمولی انسان کی طرح ہے۔ دوسرے فریق کا خیال ہے کہ آنحضور صلعم حقیقت میں بشر نہ تھے بلکہ وہی احد لباس محمد میں ملبوس ہوکر قفس عنصری میں حلول ہوکر مکہ معظمہ میں ظہور پذیر ہوئے تھے۔ یہ دونوں حد سے متجاوز ہیں۔ تیسرے فریق کا خیال ہے کہ آنحضور صلعم بشر بھی ہیں اور نبی آخر الزماں ہوکر مخلوق کے معلم برحق بھی ہیں میری تحریر تیسرے فریق کے ماتحت ہوگی۔

جب دنیا قعر ضلالت وجہالت میں ڈوبی ہوئی تھی وحشت وبربریت کا دور دورہ تھا۔ خالقیت اور مخلوقیت کی باہمی نسبت صفحۂ ہستی سے عنقا ہوچکی تھی۔ خالق حقیقی کی عبادت محض ایک رسمی چیز تصور کی جاتی تھی۔ عین اس وقت خدائے قدوس کی قدرت جوش میں آتی ہے اور سرور کائنات تاجدار مدینہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شمع ہدایت بنا کر مخلوق خدا کو راہ ضلالت سے نور اسلام کی طرف بلانے کیلئے سرزمین عرب میں مبعوث کرتی ہے۔ آنحضور صلعم کی بعثت سے قبل عرب کی جو حالت تھی وہ کتب تواریخ کے اوراق میں روز روشن کی طرح درخشاں ہے۔ آپ منصب نبوت پر مامور ہوتے ہی تمام جہالت وبربریت کو یک لخت حرف غلط کی طرح مٹا دیتے ہیں۔

اگر میں اس مضمون کو پوری وسعت کے ساتھ لکھوں تو ایک ضخیم دفتر بنجائیگا۔ لہذا جو کچھ لکھونگا وہ صرف احاطہ کی تحت میں ہوگا۔ آپ کی افضلیت کا استنباط زیادہ تر آیات قرآنیہ سے کرونگا۔ اس لئے کہ خدائے قدوس ہی اپنے محبوب کی افضلیت کا جاننے والا اور کنز مخفی کی مفتاح عطا فرمانے والا ہے۔ سب سے پہلے میں آپ کے اسم گرامی سے افضلیت ثابت کرونگا جیساکہ ارشاد ہوتا ہے "محمد رسول اللہ" اس آیت میں نبی صلعم کے نام نامی اسم گرامی اور حضور کا منصب بتایا گیا ہے جس سے آپ کی رفعت شان و فضیلت باقی انبیاء علیہم السلام پر روز روشن کی طرح عیان و بیاں ہے۔ انبیاء سابقین علیہم السلام کے اسماء گرامی میں ایسی کوئی خوبی نہیں پائی جاتی جو اپنے مسمیٰ کے کمالات کو انکشاف کرے بطور نمونہ چند اسماء ذکر کرتا ہوں۔

آدم کے معنی گندم گوں۔ یہ ابو البشر کا یہ نام ان کے جسمانی رنگ کو ظاہر کرتا ہے۔

نوح کے معنی آرام ہیں۔ جو کہ آرام و راحت کا موجب قرار دیا گیا ہے۔

اسحٰق کے معنی ضاحک۔ ہشاش بشاش چہرہ والے تھے۔

یعقوب کے معنی پیچھے آنے والا۔

موسیٰ۔ پانی سے نکالا ہوا جب ان کا صندوق پانی میں سے نکالا گیا تب یہ نام رکھا گیا۔

عیسیٰ سرخ رنگ چہرہ گلگوں کی وجہ سے یہ نام تجویز ہوا۔

ان اسماء کی طرف غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی طرح رفعت شان و عظمت نبوت کی طرف ذرا سا بھی اشارہ نہیں رکھتے۔ مگر اسم محمد کی شان شایاں بالکل نرالی ہے آپ کی فضیلت اسم گرامی سے مترشح ہوتی ہے۔ حضور کا ذاتی نام محمد بھی ہے اور احمد بھی۔ ہر دو اسماء ذاتی ہیں۔ وحدت مادہ موجود ہے یعنی دونوں حمد سے بنے ہیں۔ ثنا و تکریم۔ رفعت شان۔ رفعت ذکر اور استلزام جود و عطا کا مجموعہ حمد کہلاتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؂

وشق لہ من اسمہ لیجلہ   فذو العرش محمود وھذا محمد

پس معلوم ہوا کہ آنحضور کے نام کے اندر جو افضلیت پائی جاتی ہے اور کسی انبیاء میں نہیں پائی جاتی۔ آنحضور صلعم ہی مقام محمود والے ہیں اور لوائے حمد آپ کی رایت شاہی کا نام ہے جسکو آپ میدان محشر میں دست مبارک میں لئے ہوئے مخلوق خدا کو قلق و پریشانی سے نجات دلاکر راحت دائمی میں داخل کرینگے۔ اس دن سب نبی نفسی نفسی کریں گے آخر سردار دو جہاں تمام امت کیلئے سفارش کرکے جنت میں داخل کرینگے۔ آپ کی فضیلت پر قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ شاہد ہے جیساکہ ارشاد ہوتا ہے وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ یعنی اے نبی ہم نے تجھکو ساری دنیا کیلئے رسول بناکر مبعوث کیا اس سے بڑھکر آپ کی فضیلت کیا ہوسکتی ہے۔ آپ کی نبوت و رسالت کسی صوبہ و خطہ کیلئے مخصوص نہیں بلکہ مشرق سے لیکر مغرب تک شمال سے جنوب تک آپ کا فیضان نبوت سب کیلئے یکساں ہے خواہ امیر ہو یا غریب۔ یورپ کے قصر شاہی میں رہنے والا ہو یا افریقہ کے صحرا میں بسنے والا۔ بخلاف انبیاء سابقین کے کہ اگر بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے فیض سے فیضیاب ہوکر دنیا و آخرت میں سرخرو ہوتے ہیں تو ایک قبطی اس فیض سے بالکل محروم رہتا ہے۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ آپ کی رحمت ساری دنیا کے لئے عام ہے خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس وقت میں آپ کی رحمت پر کچھ روشنی ڈالوں جو

تمام انبیاء علیہم السلام سے افضلیت پر دال ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم سے تنگ آکر دعا کرتے ہیں۔ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ یعنی اے خدا زمین پر کسی کافر کو مت چھوڑ۔ تمام کو ہلاک و برباد کردے لیکن آنحضور صلعم جب طائف تبلیغ کی غرض سے جاتے ہیں تو انھوں نے آپ کو اتنی اذیت و تکلیف دی کہ شدت تکلیف کی وجہ سے آپ کو یہ بھی نہیں معلوم آپ کہاں جا رہے ہیں عین اسوقت فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ فرمائیں تو اس بستی کو دونوں پہاڑ کے درمیان پیس دوں سرور کائنات جواب دیتے ہیں کہ میں اسلئے نہیں بھیجا گیا کہ کسی کو ہلاک و برباد کردوں بلکہ آپ فرماتے ہیں۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ اسی طرح فتح مکہ کے وقت جب تمام کفار قریش زنجیروں میں جکڑے ہوئے سردار دو جہاں کے سامنے سرنگوں آتے ہیں جو ہجرت سے پہلے آپ کو طرح طرح کی اذیت پہونچایا کرتے تھے۔ تو ان کو آپ فرماتے ہیں کہ بتاؤ تمہارے ساتھ کیا معاملہ روا رکھوں کفار مکہ عاجزی کے لہجہ میں عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ہم بدبخت خطاوار قصوروار ہیں اس وقت ہماری حیات و موت آپ کے ہاتھ میں ہے آہ سرور دو جہاں کیا ہی اچھا برتاؤ کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ لا تثریب علیکم الیوم انتم الطلقاء۔ یعنی آج تم پر کسی قسم کی پکڑ نہیں اسی طرح اور بہت سے واقعات اس بات پر دال ہیں کہ آپ پیکر رحمت بنا کر مبعوث کئے گئے تھے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ ورفعنا لک ذکرک۔ یعنی ہم نے تیرا نام بلند کیا۔ اس آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے اسم گرامی کلمۂ توحید میں خداوند قدوس نے اپنے نام کے ساتھ شامل کیا اور تشہد میں بھی آپ کا نام لیا جاتا ہے اسی طرح اذان میں بھی آپ کا نام بہانگ دھل قیامت تک پکارا جائیگا۔ آپ سے پہلے اور کسی نبی و رسول کو یہ شرف نہ ملا۔ قرآن مجید میں اور ایک جگہ اللہ پاک فرماتا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الخ یعنی امت محمدیہ کل امم سابقہ سے بہتر امت ہے جو امت امتوں میں خیر الامت ہو تو ان کا پیشوا بھلا کیوں نہ افضل الرسل ہو۔

آنحضور صلعم فرماتے ہیں۔ اعطیت خمسا لم یعطھن احد قبلی نصرت بالرعب میسرۃ شھر وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوٰۃ فلیصل واحلت لی الغنائم ولا تحل لاحد من قبلی واعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ یعنی مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں (۱) ایک ماہ کی مسافت کی دوری سے دشمن پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے (۲) ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی پس میری امت کا جو شخص جہاں نماز کا وقت پائے نماز پڑھلے (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے جو پہلے کسی پر حلال نہیں تھا (۴) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے (۵) پہلے نبی اپنی قوم کے لئے خاص ہوا کرتے تھے مگر میں ساری دنیا کیلئے نبی ہوکر آیا ہوں۔

آنحضور صلعم کا معجزہ قرآن مجید ہے یہ وہ معجزہ ہے کہ اس کے اندر کسی قسم کی تحریف آج ساڑھے تیرہ سو سال گذرنیکے بعد بھی نہ ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی جیسا ارشاد باری تعالی ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اس سے پہلے انبیاء کو جتنے معجزات دئے گئے تھے وہ باقی نہیں رہے۔ اور جتنی کتابیں نازل ہوئیں سب کے اندر کسی نہ کسی قسم کی تحریف ہوئی بخلاف قرآن کریم کے۔ اس سے پہلے کے انبیاء کو جو معجزات دئیے گئے وہ جنس اصوات و حروف میں نہیں تھے اور آنحضور صلعم کو جو معجزہ دیا گیا ہے وہ جنس حروف و اصوات میں ہے یعنی قرآن مجید اس کے اندر حروف اور اصوات ہیں۔ اصوات و حروف باقی